اس کی آخری صورت تک پہنچتے ہیں۔ یہ انداز کسی سیاست دان کی بجائے ایک ایسے اسکالر کا ہے' جو اپنے موضوع سے بخوبی واقفیت کے ساتھ اظہار خیال پر بھی قدرت رکھتا ہو۔ قاری کے لیے یہ امر باعث مسرت ہے کہ ان مجموعوں کی ہر تقریر بہت محنت' توجہ اور لگن سے تیار کی گئی ہے۔ تاریخی حوالوں اقتباسات اور تقابلی جائزوں نے ان تقاریر کو وقتی موضوعات پر ہونے کے باوجود مستقل اہمیت کی چیز بنا دیا ہے۔ ہمارے ہاں اول تو سیاسی فورموں پر اس قدر سنجیدگی اور محنت کے ساتھ تقریریں کرنے کا رواج ہی نہیں ہے' اور پھر اس نوع کی تقریروں کو تحریری طور پر محفوظ کرنے کا چلن تو بالکل ہی نہیں ہے۔ سوائے چند گنی چنی مثالوں کے' (علامہ اقبال' قائداعظم' میاں افتخار الدین اور مولانا عبدالحق کی تقریریں مدون و شائع کی جا چکی ہیں)۔ ہم اس نوع کے کسی مجموعے کا نام نہیں لے سکتے۔

ان مجموعوں میں اس قدر وسیع دوائر اور اتنے متنوع موضوعات پر کلام کیا گیا ہے کہ ایک قاری' اگر کہیں مصنف کے نقطہ نظر سے اختلاف محسوس کرے تو یہ امر بالکل قدرتی ہو گا' مگر اس میں شبہ نہیں کہ پروفیسر خورشید احمد کی تقاریر کے یہ مجموعے اپنے موضوعات کے ساتھ ان کی گہری دلچسپی' سنجیدگی اور اخلاص کے مظہر ہیں۔ ان مجموعوں کو بلا تامل ہماری سیاسی و ملی تاریخ کی ایک اہم دستاویز قرار دیا جا سکتا ہے۔

یہ چاروں مجموعے نہایت خوب صورت گٹ اپ کے ساتھ بہت اہتمام سے شائع کیے گئے ہیں۔ مضبوط اور مطلا جلدیں' دیدہ زیب گرد پوش' کمپیوٹر کی کمپوزنگ اور آفسٹ کاغذ نے حسن طباعت کا ایک معیار قائم کیا ہے۔ کہیں کہیں کتابت اور تدوین کی بعض خامیاں نظر آتی ہیں اور اس کے ساتھ وضاحتی اور تعارفی حاشیوں کی کمی بھی نظر آتی ہے مصنف نے ہر مجموعے کے پیش لفظ میں بالالتزام مرتبین کی "محنت" اور "عرق ریزی" کا ذکر کیا ہے اور اسی سے مرتبین کے ناموں کا پتا چلتا ہے' مگر تعجب ہے کہ مرتبین کے نام' کتاب کے اندرونی یا بیرونی سرورق' پرنٹ لائن کے صفحے یا خود مرتبین کی تحریر کردہ تمہیدی سطور کے آخر میں' کہیں درج نہیں ہیں۔ یہ تدوینی سقم اصلاح طلب ہے۔

مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ علم سیاست' تاریخ اور سماجیات کے طالب علموں کے لیے' متعلقہ مسائل کی تفہیم اور صحیح نتائج تک پہنچنے کے لیے ان کتابوں کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ (زاہد منیر عامر)

سید مودودی کے جانشین اول' میاں طفیل محمد: مرتب' پروفیسر کریم بخش نظامانی۔ تسنیم پبلی کیشنز' چوک اردو بازار' لاہور صفحات ۲۹۳۔ قیمت ۱۵۰ روپے۔

۱۹۳۹ء میں ایک نوجوان وکیل نے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر سن کر ان سے سوال کیا "خدارا مجھے بتائیے کہ ان حالات میں مخلص نوجوان کدھر جائیں؟" شاہ صاحب کا جواب تھا: "بھائی

وکیل صاحب ' ایمان کی پوچھتے ہو تو یہی بات وہی ہے جو مودودی کہتا ہے۔ باقی سب دنیا اور پیٹ کے دھندے ہیں ' اس لیے اگر ایمانداری سے دین کی خدمت کرنا چاہتے ہو تو اس سید کے پاس جاؤ ' (ص ۸۸)۔ پھر کیا تھا ' گویا کہ انھوں نے اپنی منزل پالی۔ ۲۶ اگست ۱۹۴۱ کو حلف رکنیت اٹھایا۔ تحریک کو علی وجہ البصیرت قبول کرنے کا اعلان کیا اور پھر ساری عمر کے لیے ' اسی کے ہو رہے۔

۴ نومبر ۱۹۸۷ کو محترم قاضی حسین احمد کے حلف امارت اٹھانے کے موقع پر میاں صاحب نے جماعت اسلامی سے اپنے تعلق کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: "میں روز تاسیس سے جماعت اسلامی میں شامل ہوں۔ میں آج جامع مسجد منصورہ میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے ساری زندگی میں جماعت کے کام کے سوا کسی اور کام میں دلچسپی نہیں لی ' کسی ذاتی کام یا کسی خاندانی مسئلے یا دنیاوی مصروفیت سے خود کو دور رکھا ' اپنا سارا وقت ' محنت ' صلاحیت اور قابلیت جماعت کے لیے وقف رکھی"۔

تحریک اسلامی سے وابستگی میں یکسوئی ' درویشانہ افتاد طبع ' للہیت ' بے لوثی و بے نفسی اور عجز و انکسار کو میاں طفیل محمد کی شخصیت کے اہم عناصر کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔ ان کی بے نفسی کا عالم دیکھیں کہ جب زیر نظر کتاب کے مرتب ان سے انٹرویو لینے جاتے ہیں ' تو جواب ملتا ہے: "نظامانی صاحب ' اس دنیا سے ہمیں یوں ہی جانے دیجیے۔" (ص - ۱۲) اور یہ واقعہ کتنا عجیب اور سبق آموز ہے: "میں دارالاسلام میں مستقل قیام کے پروگرام کے ساتھ ستمبر کی ایک خنک شام سرنا ریلوے اسٹیشن پر بھاری بھرکم گرم بستر اور ایک ٹرنک کے ساتھ پلیٹ فارم پر اترا کہ اچانک ایک صاحب نے میرا بستر السلام علیکم کی گرم جوش آواز کے ساتھ اپنے کندھے پر اٹھا لیا۔ وہ کل ہند جماعت اسلامی کے سیکرٹری جنرل طفیل محمد تھے۔" (راوی عبدالوحید خاں)

اصول پسندی کی خاطر میاں صاحب نے آٹھ مرتبہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں ' مگر ان کے عزم و استقامت میں کبھی کمی نہیں آئی۔ بھٹو دور میں ایک موقع پر جب میاں صاحب زیادتی کا نشانہ بننے والے تھے ' فرمایا: "میری طرف سے جا کر اس سے کہہ دو کہ فلاں جگہ پر میرا ایک مختصر سا مکان ہے اور فلاں فلاں جگہ میری ملکیتی اراضی ہے ' وہ جو کچھ مجھ سے چھین سکتا ہے ' چھین لے۔ میرے اعزہ و اقربا پر زیادتی کر سکتا ہے ' کر لے۔ لیکن یہ غلط فہمی اپنے دل سے نکال دے کہ اس کے اس قسم کے اقدامات سے میں اپنے موقف میں یا اپنے طرز فکر میں ذرہ بھر تبدیلی کر لوں گا۔" (ص ۲۸۸)

میاں صاحب کی شخصیت اور خدمات پر مضامین کا یہ مجموعہ پروفیسر کریم بخش نظامانی نے بڑی محبت اور محنت و کاوش سے مرتب کیا ہے۔ لکھنے اور تاثرات پیش کرنے والوں میں مولانا فتح محمد ' جناب نعیم صدیقی ' ملک غلام علی ' مولانا گلزار احمد مظاہری ' جناب عبدالوحید خان ' محمد اکرم رانجھا ' حافظ محمد ادریس اور جناب مصطفیٰ صادق شامل ہیں۔